۱

۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مسیح موعودؑ کا عشقِ رسولؐ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری زندگی عشقِ الٰہی عشقِ رسولؐ اور عشقِ قرآن سے سرشار نظر آتی ہے۔ اور یہ آتشِ عشق آپ میں اس کمال تک پہنچا ہوا تھا کہ جس کی مثالِ عالم میں پیدا کرنا محال ہے۔ یہ درست ہے کہ آپ کا عشقِ الٰہی اوّل نمبر پر ہے جو ایک لا انتہا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آتا ہے۔ مگر محبتِ الٰہی کے بعد دوسرے نمبر پر آپ کا ذرّہ ذرّہ عشقِ رسول سے مخمور تھا اور اس میدان میں بھی آپ عدیم المثال مقام پر فائز تھے۔ جیسا کہ آپ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں کہ:-

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یعنی میں خدا کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مخمور ہوں۔ اگر میرا یہ عشق کسی کی نظر میں کفر ہے تو خدا کی قسم میں ایک سخت کافر انسان ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عشق آپ کے سینہ میں موجزن تھا وہ عشق آپ کو نہ دن کو چین لینے دیتا تھا اور نہ رات کو۔ یہاں تک کہ اس عشق میں آپ نے وہ لازوال مقام حاصل کیا کہ جو چودہ سو سال میں کوئی عاشقِ رسول حاصل نہ کر سکا۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ نے آنحضرت ؐ کی محبت میں اپنی ذات کی بکلی نفی کرتے ہوئے دوئی کے ہر نقش کو مٹا دیا۔ اور غیریت کے ہر پردے کو چاک کر دیا۔ یہی وہ مقام ہے جس کی ترجمانی اس شعر میں کی گئی ہے کہ:۔

مَنْ تُو شُدَم تُو مَنْ شُدِی مَنْ تَنْ شُدَم تُو جَاں شُدِی
تَا کَس نَگُوید بعد ازیں مَنْ دِیگَرَم تُو دِیگَرِی

آنحضرت ؐ کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ والہانہ عشق محض کاغذی یا نمائشی دعویٰ نہ تھا بلکہ آپ کے ہر قول و فعل، نشست و برخاست غرضیکہ ہر حرکت و سکون میں اس کا زبردست پرتو نظر آتا ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ مسجد مبارک میں ٹہل رہے تھے اور آہستہ آہستہ کچھ گنگناتے جاتے تھے اور اس کے ساتھ ہی آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی تار بہتی چلی

جا رہی تھی۔ اُس وقت ایک مخلص دوست نے باہر سے آ کر حضرت مسیح موعودؑ کو کچھ اس حالت میں دیکھا تو گھبرا کر فوراً پوچھا کہ حضور کیا معاملہ ہے؟ اس پر حضور نے فرمایا کہ میں اس وقت حضرت حسان بن ثابت رضؓ کا یہ شعر پڑھ رہا تھا کہ:-

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

"یعنی اے خدا کے پیارے رسول! تو میری آنکھوں کی پتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے (اندھی) ہو گئی ہے۔ اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہو گئی۔"

یہ شعر سنا کر حضور نے فرمایا کہ میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ "کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا!"

اس سے یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہیئے کہ حضرت حسانؓ کا یہ شعر محبت رسول کے اظہار میں ہر دوسرے کلام پر فائق ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں عشق رسول کے کمال کی وجہ سے ہر غیر معمولی اظہار محبت کے موقعہ پر یہ خواہش پیدا ہوتی تھی کہ کاش یہ الفاظ بھی میری ہی زبان سے نکلتے۔

عشق و محبت کا ایک اثر یہ بھی ہوتا ہے کہ محبوب کی ہر چیز سے پیار ہوتا ہے۔ محبوب کی طرف منسوب ہونے والی ہر چیز محبوب ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس پہلو سے بھی یکتا نظر آتے ہیں۔ چنانچہ اپنے ایک فارسی شعر میں فرماتے ہیں کہ :-

جانُ و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است

یعنی میری جان اور دل محمدؐ کے جمال پر قربان ہے۔ اور میری خاک آلِ محمد کے کوچہ پر نثار ہے۔

اس صورتحال کا ایک عملی نظارہ اُسوقت دیکھنے میں آیا جب ایک دفعہ آپ محرم کے مہینہ میں ذاتی باغ میں اپنے بچوں کو حضرت امام حسین رضی کی شہادت کا واقعہ سنا رہے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ اس دردناک کہانی کو ختم کرنے کے بعد آپ نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا :-

یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریمؐ کے نواسے پر کروایا۔ مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا۔"

عشق کا لازمی نتیجہ قربانی اور فدائیت اور غیرت کی صورت میں ظاہر ہوا کرتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں یہ جذبہ بھی بدرجہ اتم موجود تھا۔ ایک جگہ عیسائی پادریوں کے ان جھوٹے اور ناپاک افتراءوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں جو آنحضرت ﷺ کی ذات والا صفات پر کیا کرتے ہیں کہ:۔

"عیسائی مشنریوں [illegible] نے ہمارے رسول ﷺ کے خلاف بے شمار بہتان گھڑے ہیں اور اپنے اس دجل کے ذریعہ ایک خلق کثیر کو گمراہ کر کے رکھ دیا ہے۔ میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا ہے جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھا نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسول پاک ﷺ کی شان میں کرتے رہتے ہیں۔ ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر ﷺ کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو زخمی کر رکھا ہے خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلاء عظیم سے نجات بخش۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص15 ترجمہ عربی عبارت)

اس عبارت کو غور سے پڑھنے کے بعد ہر شخص بخوبی یہ جان سکتا ہے کہ آپ کو رسول کریم ﷺ سے کس قدر عشق تھا۔

یہ اسی عشق کا نتیجہ تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ منثور للد منظوم کلام جو آپ نے حضرت نبی کریمؐ کی عالی شان میں رقم فرمایا ایسے شہد کے چھتے کا مانند ہے جس میں سے شہد کی کثرت کیوجہ سے عسل مصفّٰی کے قطرے گرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ صرف نمونہ کے طور پر آپکے منظوم للد منثور کلام میں سے صرف چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

آپ اپنی کتاب پیغام صلح میں تحریر فرماتے ہیں:-

"جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برے الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ان سے ہم کیونکر صلح کریں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبیؐ پر جو ہمیں جان اور ماں باپ سے بھی زیادہ پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔"

(پیغام صلح ص نمبر 30)

اسی طرح اپنی ایک دوسری کتاب سراج منیر میں تحریر فرماتے ہیں:-

[redacted]

"ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار۔ رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزاروں برس تک نہیں مل سکتی تھی"

(سراج منیر ص 72)

اپنے عربی منظوم کلام میں فرماتے ہیں کہ:-

يَا حِبِّ إِنَّكَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّةً ... فِيْ مُهْجَتِيْ وَمَدَارِكِيْ وَجَنَانِ

مِنْ ذِكْرِ وَجْهِكَ يَا حَدِيْقَةَ بَهْجَتِيْ ... لَمْ أَخْلُ فِيْ لَحْظٍ وَّلَا فِيْ آنِ

جِسْمِيْ يَطِيْرُ إِلَيْكَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا ... يَا لَيْتَ كَانَتْ لِيْ قُوَّةُ الطَّيَرَانِ

یعنی اے میرے آقا (محبوب)! تیری محبت میرے رگ و ریشہ میں اور میرے دل میں اور میرے دماغ میں رچ چکی ہے۔ اے میرے خوشیوں کے باغیچے! میں ایک لمحہ اور ایک آن بھی تیری یاد سے خالی نہیں رہتا۔ میری روح تو تیری ہو چکی ہے مگر میرا جسم بھی تیری طرف پرواز کرنے کی تڑپ رکھتا ہے۔ اے کاش! مجھ میں اڑنے کی طاقت ہوتی۔

ایک اور جگہ اپنے اردو کلام میں فرماتے ہیں:-

ربط ہے جانِ محمد سے میری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمد
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

تیری اُلفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ
اپنے سینے میں یہ اک شہر بسایا ہم نے
آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

ان اشعار میں جس محبت اور جس عشق اور جس تڑپ اور جس فدائیت کا جذبہ جھلک رہا ہے وہ کسی تبصرہ کا محتاج نہیں ۔

حقیقت یہ ہے کہ جب حضرت مسیح موعودؑ آنحضرتؐ کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں تو ایک وفا شعار شاگرد اور ایک احسان مند خادم کی حیثیت میں اپنا ہر عمل آپؐ کے قدموں میں ڈال کر چلے جاتے ہیں اور بار بار عاجزی و انکساری کے یہ ترانے گاتے ہیں کہ:-

این چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحر کمال محمدؐ است
این آتشم ز آتش مہر محمدیست
وین آب من ز آب زلال محمدؐ است

یعنی یہ رواں چشمہ جو میں خلق خدا کو دیتا ہوں ۔ کمال محمدؐ کے سمندر کا ایک قطرہ ہے ۔ اسی طرح میری یہ آگ عشق محمدؐ کی آگ سے ہے

میرا یہ بیان محمد کے مصفّٰی پانی سے ہے۔

ایک دوسری جگہ فرمایا کہ:-

"اگر میں آنحضرت ﷺ کی اُمت میں نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں ہرگز کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ کا نہ پاتا۔"

ایک اور جگہ اپنی ایک نظم میں آنحضرت ﷺ کے عشق میں سرشار ہو کر فرماتے ہیں:-

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نورِ سارا
نام اُس کا ہے محمد دلبر مِرا یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ کے مطالعہ سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ واقعی آپ فنا فی الرسول تھے۔ اُسوۂ رسول کا باریک سے باریک پہلو بھی آپ نے نظرانداز نہ کیا۔ حتیٰ کہ آپ نبی کریم ﷺ کے سایہ کے طور پر ہوئے جو اپنے اصل سے [illegible] نہیں سمجھا جاتا۔

یَا رَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ دَائِمًا
فِیْ ہٰذِہِ الدُّنْیَا وَبَعْثٍ ثَانٍ